

نظریات کبھی قوت سے تبدیل نہیں کیا جاسکتے!

ہفت روزہ 'حدیبیہ' کراچی کا مدیر اعلیٰ سے انٹرویو

دعوتِ دین کا مضبوط اور موثر نیٹ ورک چلانے والے ممتاز عالم دین، دانش ور، ماہر قانون اور جامعہ لاہور اسلامیہ، گارڈن ٹاؤن لاہور اور معروف علمی مجلہ 'محمدت' کے مدیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ نظریات اور جذبات کبھی فوجی قوت سے دبائے نہیں جاسکتے ہیں۔ اس قسم کے مسائل کا واحد حل ذہن سازی ہے۔ سوات میں جس طرح مولانا صوفی محمد کوچھ میں ڈال کر طالبان کو غیر مسلح کرنے کی کوشش کی گئی، اسی طرح موثر علمی شخصیات کے ذریعے اور انہیں واسطہ بنا کر مذہبی انتہا پسندی کے مسئلے سے نمٹا جاسکتا ہے۔ یہ باتیں انہوں نے لاہور میں ایڈیٹر 'حدیبیہ' سید عامر نجیب کو انٹرویو دیتے ہوئے کہیں۔ حافظ عبدالرحمن مدنی نے کہا کہ ڈپریشن کے مریض کا تشدد کے ذریعے علاج کبھی بھی کارآمد نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی موجودہ تشویشناک صورت حال امریکہ کی پیدا کردہ ہے۔ وہ پاکستان سے اسلام کا نام منانے اور ایٹمی صلاحیت کے خاتمے کے ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے موجودہ حکومت مشرف سے بڑھ کر امریکی ایجنڈا پورا کرنے میں لگن ہے۔ جب پیسے کی اہمیت انسانی عزت و وقار سے بھی بڑھ جائے تو پھر کیا رہ جاتا ہے، ایسے میں غیرت و حمیت تو دم توڑ دیتی ہے۔

طالبان نازیٹیشن سے متعلق ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر طالبان نازیٹیشن سے مراد نفاذِ شریعت ہے تو ہم اس کے قائل ہیں لیکن اگر اس کا معنی تشدد کے ذریعے ملک بھر میں تحریک چلانا ہے تو ہم اس کے قائل نہیں ہیں اور اس بات کے طالبان بھی قائل نہیں۔ طالبان نے اپنے علاقوں کی حد تک تو شورش کی ہے لیکن پورے پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لئے تشدد کی کوئی لہر موجود نہیں۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کا نعرہ لگانے والی جماعتیں پر امن ہیں اور آئینی جدوجہد پر یقین رکھتی ہیں۔ اس وقت پر تشدد تحریکوں کو جواز بنا کر ان پر امن دینی جماعتوں کی آواز کو دبایا جا رہا ہے جو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے نفاذِ شریعت کی بات کرتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ نے جس طرح عراق میں فرقہ واریت کو فروغ دیا، ایک طرف سنیوں کو خود کچلا اور دوسری طرف شیعہ حکومت بنا کر ان کے ذریعے سنیوں کو تباہ کرایا اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا

کر انہیں کمزور کیا، یہی کام وہ پاکستان میں کرنا چاہتا ہے۔ مزارات کا ایٹو بھی اسی لیے اٹھایا گیا ہے۔ دراصل طالبان تحریک میں بھارت اور اسرائیل کی ایجنسیاں شامل ہو چکی ہیں اور ان کے ایجنٹوں کے ذریعے ایسے کام کرائے جا رہے ہیں جیسا کہ یہ خبریں آئیں کہ طالبان مزارات کو توڑ رہے ہیں حالانکہ یہ صرف الزام ہے، اس مقصد کے لئے شریپنڈ ایجنٹ استعمال کئے گئے ہیں۔ طالبان کو دوسرے فرقہ کے عقائد پر حملہ آور ہوتے دکھانے کا مقصد ملک میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانا ہے، حالانکہ نظام عدل ریگولیشن میں مزارات کے تحفظ کی ضمانت موجود ہے جسے تحریک نفاذ شریعت نے نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ معاہدے میں یہ بات موجود ہے کہ نوادرات کے تحفظ کا قانون ۱۹۷۵ء یہاں نافذ ہوگا اس قانون میں مزارات اور عبادت گاہوں کا تحفظ بھی موجود ہے۔ اگر مولانا صوفی محمد نے مزارات توڑے ہوتے تو وہ معاہدے کی یہ شرط قطعی قبول نہ کرتے۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ کا طریقہ واردات یہی ہے کہ وہ پہلے فرقہ واریت پھیلا کر مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا ہے اور پھر جب وہ کمزور ہو جائیں تو ان پر حملہ کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوفی محمد صاحب کا مطالبہ بڑا سادہ اور جائز تھا کہ ہمارا نظام عدل وہی رکھا جائے جو پہلے سے سوات میں چل رہا تھا، ہم انگریز کا نظام نہیں مانتے۔ لیکن حکومت کی پالیسیوں اور غیر ملکی مداخلت نے سوات کے مسئلے کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سوات کے جنگجو اور پرامن لوگ سب یہ سمجھتے ہیں کہ ڈالروں کے لئے یہ آپریشن کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کو کہا گیا کہ آپ آپریشن کریں اور زرداری صاحب نے امریکہ میں اسے کیش کرایا۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کے عالمی اتحاد کے تحت لڑنے والوں کو پکڑا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ان میں مایوسی پیدا ہوئی ہے کہ ہم نے کن لوگوں کے لئے کام کیا تھا؟ اب ہمارے خلاف یہی یہ سارا کام کیوں ہو رہا ہے۔ یہ انتہا پسندی ایکشن کاری ایکشن ہے!!

ہم نے مشرف کو امریکہ کی بلیک میلنگ میں آنے سے منع کیا تھا

حدیبیہ نیوز سے گفتگو کرتے ہوئے مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی نے کہا کہ نائن الیون کے بعد جنرل مشرف نے ۳۰ کے قریب دینی رہنماؤں کو مشاورت کے لئے بلایا اور انہیں بتایا کہ امریکہ نے ہمیں دوستی اور دشمنی میں سے کسی ایک کے انتخاب کا کہا ہے اور درمیان کی کوئی راہ نہیں۔ آپ بتائیں، ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ حافظ عبدالرحمن مدنی نے کہا کہ میں الحمد للہ اس مجلس کے ان چند ایک لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے پرویز مشرف کو کہا کہ فوری حمایت کے بجائے ایسی حکمت عملی اختیار کریں کہ آپ کو کچھ مہلت مل جائے اور اس دوران آپ اسلامی ممالک سمیت تمام ممالک سے مشاورت کریں اور ایسے حالات بنائیں کہ کوئی متفقہ آواز اٹھائی جاسکے۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ میں یہ کام کر چکا

ہوں، سعودی عرب کے شاہ سے میری دو گھنٹے بات ہوئی ہے، انہوں نے کہا کہ آپ اس میں دیر نہ کریں، ورنہ آپ کو نقصان ہو سکتا ہے۔ دیگر مسلم حکمرانوں نے بھی اسی قسم کی مشورہ دیا ہے۔ اس موقع پر ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ آپ صرف مسلمانوں حکمرانوں کی بات نہ کریں بلکہ اپنے ملک اور دنیا کے دیگر مسلمان عوام کے انداز سے بھی سوچیں جو امریکی جنگل سے نکلنے کے لئے بے چین ہیں۔ حافظ عبد الرحمن مدنی نے کہا کہ ہم نے مشرف کے سامنے کلمہ حق کہا اور اُسے متنبہ کیا کہ اگر امریکہ کی اس بلیک میلنگ سے انکار نہ کیا تو پھر بار بار بلیک میل ہوتے جاؤ گے۔ مشرف نے ہمیں کہا کہ اگلے سال دیکھنا میری حکمت عملی مفید رہے گی لیکن اب حالات واضح ہو چکے ہیں کہ اس وقت ہم نے جو بات کہی تھی، وہ واقعی درست تھی۔ ہم نے دو ٹوک انداز میں انہیں امریکہ کی بلیک میلنگ میں آنے سے روکا تھا۔

موجودہ ملکی صورتحال ہمارے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے!

مولانا مدنی نے کہا کہ روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو حقیقت یہی ہے کہ موجودہ بدترین صورت حال ہمارے اپنے کرتوتوں کے نتائج ہیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ امریکہ پاکستان سے اسلام کا نام مٹانا چاہتا ہے۔ نفاذ اسلام کیلئے طریقہ جدوجہد کیا ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ مسئلہ خروج ایک نازک مسئلہ ہے۔ اسی سلسلے میں انفرادی طور پر کوئی بھی فتویٰ انتشار و خانہ جنگی کا باعث ہو گا۔ اگر کبھی صورت حال ایسی بنی تو اہل علم اکٹھے ہو کر متفقہ فتویٰ دیں، تب ہی وہ فتویٰ مؤثر ہوگا۔

جب حافظ عبد الرحمن مدنی سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے خروج کر رکھا ہے اور پاکستان آرمی سے لڑ رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو حافظ صاحب نے اس بات کا بالکل انکار کیا کہ پاکستان میں کسی نے خروج کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آرمی سے کوئی نہیں لڑ رہا بلکہ آرمی انہیں پکڑ رہی ہے اور اپنا دفاع کرنا کوئی خروج نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حافظ عبد الرحمن مدنی نے کہا کہ مولانا صوفی محمد کا انداز حکیمانہ نہیں تھا، ان کے انداز سے ہمیں اختلاف ہے۔ ان کا کام تھا کہ قرآن و سنت کی بات کرتے اور کہتے کہ میں تو محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا قائل ہوں، ملک کے آئین کو بدلنے کی بات کرنے کا کوئی تک نہیں تھا۔ یہ لفظ کہنا کہ جمہوریت کفر ہے یا یہ کہنا کہ ہماری سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ ٹھیک نہیں ہے، اس طرح انہوں نے جو مسائل چھیڑے، اس وجہ سے وہ صحافیوں اور سیاستدانوں کی حمایت سے بھی محروم ہو گئے۔ دینی جماعتوں کو چاہئے کہ موجودہ حالات میں آئین اور دستور کے دائرے میں رہتے ہوئے نفاذ اسلام کی جدوجہد کریں۔

(شائع شدہ ہفت روزہ 'حدیبیہ' کراچی؛ بابت ۱۵ جون ۲۰۰۹ء، شمارہ ۴)